سلسلۂ انتخاب دواوین اساتذۂ اردو زبان

انتخابِ دیوانِ

جسکو

سید فضل الحسن حسرت موہانی اڈیٹر اردوی معلیٰ نے مرتب کرکے

اردو پریس علیگڈھ میں چھاپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان طاہر

فرخ آبادی

روز فرقت نے دیے داغ جگر میں کیا کیا
مشعلیں جلتی ہیں دن کو میرے گھر میں کیا کیا

کوچۂ عشق میں لٹتی ہے متاع دل و جان
رہزنی ہوتی ہے اِس راہ گزر میں کیا کیا

رات دن داغ اسیرونکو لاکرتے ہیں
گل کھلا کرتے ہیں صیاد کے گھر میں کیا کیا

قتل کو میرے جو باندھی ہے سروہی اُسنے
بل پڑے جاتے ہیں قاتل کی کمر میں کیا کیا

مجھسے سیکھا ہے شب غم میں جو انداز فغان
درد ہے نالۂ مرغانِ سحر میں کیا کیا

اسکا طالب دیدار ہوا ہے جب سے
خاک اڑا کرتی ہے آئینہ کے گھر میں کیا کیا

کیا غرض حاسدِ کم بین سے مجھے اے طاہر
آبرو ہے مری ارباب نظر میں کیا کیا

سجدہ کے ذوق شوق میں اک بت زمانہ تھا
کیا کعبۂ مراد ترا آستانہ تھا

اُس ترک سا جو گوشۂ زین ہاتھ آگیا
مثلِ غبار میں بھی برابر روانہ تھا

تیر نظر سے جب تن لاغر نہ اڑ سکا
تیوری بدل گئی کہ یہ کیسا نشانہ تھا

کیسے تو انکو یاد لگاوٹ کے ڈھنگ تھے
مجھسے بھی میل غیر سے بھی دوستانہ تھا

ڈوبا ہوا تھا الفتِ ساقی کے رنگ میں
ظاہر میں گو لباس مرا صوفیانہ تھا

نیلا جو پڑ گیا ہے بدن آسمان کا
فریادیوں کی آہ نہ تھی تازیانہ تھا

طاہر تمھیں پسند تھیں نازک خیالیاں
لیکن میں عاشقِ سخن عاشقانہ تھا

سبزہ چمنِ عارضِ جانان سے نکالا
بیگانہ کو یاروں نے گلستاں سے نکالا

تھی رخصتِ بدان کی بھی غضب قید جنون میں
مشکل سے گلا طوق گریباں سے نکالا

الطاف شہنشاہ امم عام ہیں طاہر
بندہ کو بھی قیدِ غم عصیاں سے نکالا

دشوار رسے ہے نگہ انجمن میں کیا
کیون چپ رہون زبان نہیں ہے دہن میں کیا

اس شمع رو کو دیکھ کے کہتے ہیں اہل بزم
روشن چراغ طور ہی اس انجمن میں کیا

خیال جب رخِ پر نور کا حجاب نہ تھا
تو میری آنکھ کا تارا یہ آفتاب نہ تھا

وہ نشہ میں نہ لڑاتے تھے آنکھ غیروں سے
کبھی زمانہ میں یہ میکدہ خراب نہ تھا

ملاحظہ جو وہ کرتے تو چند سطریں تھیں
نیاز نامۂ عاشق کوئی کتاب نہ تھا

ہمارے خون کا اس گلبدن کے ہاتھوں میں
وہ رنگ تھا کہ حنا کو بھی دستیاب نہ تھا

اب اسکی بندہ نوازی جو بخشدے طاہر
ہمارے جرم کی کچھ حد نہ تھی حساب نہ تھا

جس طرف تھا بام جانان خط اڑا کر لیگیا
نامہ بر بیٹھے رہے بازی کبوتر لیگیا

نامہ بر کو میں نے لکھدی ساری شرح آرزو
ایک خط کیا لیگیا دفتر کا دفتر لیگیا

آنکھیں ساقی سے ملاکر غیر جب رخصت ہوا
شربت دیدار پیمانوں میں بھر کر لیگیا

مانگتا ہوں میں بھی مسجد میں دعائیں وصل کی
مجکو بھی عشق بتان اللہ کے گھر لے گیا

اس طرح دنیا سے اوٹھوں یا الٰہ العالمین
سب کہیں طاہر غم آل پیمبر لیگیا

جگر میں داغ جنون بیحساب دیتا جا
نشانیاں مجھے تو ای شباب دیتا جا

بہار توبہ شکن آگئی ہی اے ساقی
چمن کی خیر ہو جام شراب دیتا جا

بلا سے آپ گلا کاٹ لون میں ای قاتل
کمر سے کھول کے تیغ خوشاب دیتا جا

عاشقوں کا کوئی پرسان عہد خوبان میں نہ تھا
پھول بلبل کے ہوئے ماتم گلستان میں نہ تھا

نشتر ایسی تھی تمہارے ناوکِ دلدوز کی
جب ذرا کھٹکا ہوا نشتر رگ جان میں نہ تھا

لوٹ لی اس نونہالِ حسن نے ساری بہار
فصلِ گل کا نام تھا کچھ بھی گلستان میں نہ تھا

بجہ دی میں حالِ دل کیا عرض کرتا آئینہ
اور ہی عالم میں تھا بزم حسینان میں نہ تھا

ہوں کیا بدنام طاہر جوشِ وحشت نے مجھے
آنسوؤں کا تار بھی میری گریبان میں نہ تھا

دل جلایا تو فسونِ رخ زیبا دیکھا
ہمنے گھر پھونک کے ای آہ تماشا دیکھا

اپنے قابو میں جو محبوس بلا کو دیکھا
اور بل کرنے لگی زلف دوتا کو دیکھ

باغ میں دامن گل سے جب الجھے کانٹے
یار نے مجکو کبھی اپنی قبا کو دیکھ

غائبانہ ہی محبت کے مجھے جھونکے
میں نے اس بت کو نہ زاہد نے خدا کو دیکھا

ہمنے کب کی تھی خوشامد کہ نہ پامال کرو
پاون پڑتے ہوئے دیکھا تو حنا کو دیکھا

قتل کرنا جو اُنھین مدِ نظر تھا طاہر
آے چمکاتے ہوئے تیغِ ادا کو دیکھا

دیکھ لین اہلِ نظر کیفیتِ میخانہ آج
چشمِ ساقی کی طرح گردش مین ہی پیمانہ آج

شمعِ روشن کو بجھا دیتا ہی تیرے سامنے
آستین کا کام کرتا ہے پرِ پروانہ آج

یا خدا عالم نظر آئے تبون کے حسن کا
تو تیلے چشم ہو خاکِ درِ میخانہ آج

وحشتِ دل کی حمایت پا کے ای جوشِ جنون
عقل سے دست و گریبان ہی ترا دیوانہ آج

وحشتِ دل کھینچتی ہی جانبِ دشتِ جنون
پھر بسانے جاتے ہین طاہر کوئی ویرانہ آج

اے باغبان یہ سرو و صنوبر ہیں کیا بلند
طوبیٰ سے ہاتھ بھر ہے قدِ دلربا بلند

پہونچی کمندِ آہ فلک تک تو کیا ہوا
بامِ مرادِ عشق ہی اس سے سوا بلند

نظارہ کر رہا ہے رخِ بیمثال کا
اقبالِ آفتاب ہی ای مہ لقا بلند

کٹنا جو آفتِ شبِ غم کا محال ہے
کس بیکسی کے ساتھ ہیں دستِ دعا بلند

طاہر مشاعرہ میں پڑھی آج وہ غزل
ہے ہر طرف سے غلغلۂ مرحبا بلند

چلے کوچۂ زلف سے دل نکل کر
کہان پاؤن پھیلا دتے ہیں محل کر

یہ نالے ہیں یا خار اے ناتوانی
کھٹکتے ہیں سینہ میں دل سے نکل کر

جب آنکھون نے دیکھے ہین وہ صافِ عارض
نظر نے قدم لے لیے ہیں پھسل کر

تماشا ہو اپنی امانت جو مانگون
کسی اور کا دل وہ دیدیں بدل کر

کہیں بھی زمانہ میں قدرِ سخن ہے
کہے کون طاہر سے فکرِ غزل کر

آنکھ پڑتی ہی برابر ترے رخسارون پر
واہ کیا پائے نظر ٹھہرے ہین انگارون پر

ہاتھ اوچھا مرے قاتل نے لگایا کیا ہی
دہنِ زخم ہنسے دیتے ہیں تلوارون پر

ضبطِ فریاد و فغان کا بھی کوئی موقع ہے
کوہِ غم ٹوٹ پڑا ہے جگرِ افگارون پر

وہ عیادت کو جو آتے ہیں تو کہتے ہیں رقیب
تم تو کچھ جان دئے دیتے ہو بیمارون پر

ہون اگر احمدِ مختار شفیع ای طاہر
یہ بھی ممکن ہے کہ آج آئے گنہگارون پر

انجان نہ بن عشق کی روداد سمجھکر
انصاف طلب ہے ہیں داد سمجھکر

جو چاہو کہو عاشقِ ناشاد سمجھ کر
سر تمکو چڑھایا ہے پری زاد سمجھ کر

یہ حشر میں ہی صورِ سرافیل کی آواز
بیتاب نہ ہونا مری فریاد سمجھ کر

کیوں رہنے دیا سینہ میں داغِ غمِ الفت
اسکو بھی مٹا دو دلِ ناشاد سمجھکر

صحرا میں حسابِ آبلہ پائی کا ہے مشکل
ذروں کی بتا سکتے ہیں تعداد سمجھکر

نظروں سے گرانا ہے اگر نازمیں داخل
ہم یہ بھی اوٹھا سکتے ہیں افتاد سمجھکر

طاہر مرے اشعار پرکھنے لگے احباب
نقادِ سخن دینے لگے داد سمجھ کر

ذرّے تری افشاں کی نظر آئینگے کب تک
یہ گوہرِ مقصد مجھے مل جائینگے کب تک

شمشیر و سر جنکے گلے میں ہیں حمائل
وہ زخموں کی بدھی تجھے پہنائینگے کب تک

غصہ میں حسینوں نے مجھے قتل کیا تھا
اب قدر ہوئی ہے تو وہ پچھتائینگے کب تک

ناصور ہیں کیا دیدۂ خونبار ہمارے
اشک جگر آلود بہے جائینگے کب تک

طاہر مری تقدیر بدل جائیگی کسدن
وہ غیر سے ملنے کی قسم کھائینگے کبتک

لالے کا پھول ہیں کہ گلِ زرد ایڑیاں
سنتے ہیں ہزار میں ہیں تری فرد ایڑیاں

ایک ایک گام پر ترے جانباز مر مٹے
چل چل کے ہو گئیں صفتِ زرد ایڑیاں

بیتاب ہوکے پلکوں سے آنکھوں سے چوم لوں
رکھدے مزار پر جو وہ بیدرد ایڑیاں

ای خار چند آبلے ہیں نذر ہو قبول
لائی ہیں دور سے رہ آورد ایڑیاں

میں کیوں سناؤں دشت نوردی کا ماجرا
کیا بانٹ لینگی آبلوں کا درد ایڑیاں

کوئے صنم سے آئی ہیں اتنا تو پوچھ لوں
کعبے سے سرمہ لائی ہیں یا گرد ایڑیاں

طاہر کی یہ غزل ہے کہ تصویر ہے کوئی
کیا نظم کیں ہیں منتخب و فرد ایڑیاں

افشاں کبھی چنتے ہیں جو وہ زلفِ دوتا میں
تاروں سے چھپا جاتے ہیں ساون کی گھٹا میں

چلتی رہی تلوار ہوا ہو گئے اغیار
ہم پاؤں جمائے رہے میدانِ وفا میں

کیا جان کشاکش میں پڑی ہے دمِ رخصت
روکیں تمھیں ہم یا دلِ وارفتہ کو تھامیں

وعدہ کا بھی کیا پاس نہیں ہے دمِ نزع میں
زلفوں میں گرہ دیتے ہو یا بندِ قبا میں

طاہر لبِ جاں بخش کی الفت ہوئی ترک
کیا جان گئی ہے ہوسِ آبِ بقا میں

کیا دیکھ لیا حالِ دل زار بغل میں
کیوں بیٹھ کے رونے لگے غمخوار بغل میں

جب آہ دکھاتی ہی تاثیر کے جوہر
آ بیٹھتے ہیں آئینہ رخسار بغل میں

مجھپر غم و اندوہ نے احسان کیا ہی
آئے ہیں تو بیٹھیں مرے غمخوار بغل میں

دنیا میں سلامت رہیں داغِ غمِ الفت
ہی دل کے لیے گرمیِ بازار بغل میں

بیتاب جدائی میں دلِ زار ہی طاہر
بجلی سی تڑپ جاتی ہی ہر بار بغل میں

اب کیا ملیں حسینوں سی ہم گوشہ گیر ہیں
غارت گروں نے لوٹ لیا ہی فقیر ہیں

خالق بچائے زہرہ جبینوں کی حسد سی
سنتے ہیں دو فرشتے ابھی تک اسیر ہیں

چار آنکھیں ہمنے کی ہیں تو غصہ نہ کیجے
سائل نہیں فقیر نہیں راہ گیر ہیں

در پر تمھارے بیٹھے ہیں سر پر ہی آفتاب
ہم خاکسار مالکِ تاج و سریر ہیں

وہ بھی تو روئیں اے اثر گریہ ایک دن
جنکی نگاہ میں میرے آنسو حقیر ہیں

کہدینگے صاف صاف وہ دیکھیں تو آئینہ
یہ مانگ ہی لکیر ہم اِس پہ فقیر ہیں

نظروں سے کیا گرائینگے طاہر عدو مجھے
فضلِ خدا سے دستِ خدا دستگیر ہیں

کرم کرے وہ شہِ حسن بے نقاب کہیں
دعا فقیر کی ہو جائے مستجاب کہیں

سمندِ ناز ترا اسلیے ہوا پر ہے
کسی کی خاک نہو جائے ہمرکاب کہیں

حضور دیکھ تو لیں اپنے طاقِ ابرو میں
میں رکھکے بھول گیا ہوں دلِ خراب کہیں

نہ آئے رازِ محبت زباں تک دل سی
چھلک نہ جائے پیالہ سی یہ شراب کہیں

یہی تو وقت ہی طاہر کشودِ مشکل کا
میری مدد کے لیے آئیں بوتراب کہیں

کس خرابی سے ملا ہے درِ جاناں مجکو
نہیں رہنے دیگا اب ای گردشِ دوراں مجکو

عشق میں صبر و تحمل کا بھروسا کیا ہے
یہ بھی دو دن کے نظر آتے ہیں مہماں مجکو

بخیۂ چاکِ جگر کے لیے ای دستِ جنوں
کوئی باقی ہو تو دے تارِ گریباں مجکو

دہوکے دینے کو فقیرانہ بنائی صورت
پھر بھی پہچان گئے آپ کے درباں مجکو

دیکھتے ہیں جو حقارت کی نظر سی طاہر
کیا پریزاد سمجھتے نہیں انساں مجکو

رہی قفس میں بھی مرنے کی آرزو مجکو
گلے کا ہار ہوئی ہر رگِ گلو مجکو

میں حالِ سوزِ جدائی بیان کرتا ہوں
زبان دراز نہ ٹھہرائیں شمع رو مجکو یا

لحد میں رُخ نہ کروں کیوں یار کی جانب
جب اضطراب بھی رہنے دے قبلہ رو مجکو

میں ساتھ ساتھ چلونگا ابھی اے عمر
سنبھال لینے دے بارِ گناہ تو مجکو

یقیں ہے نامۂ عصیاں سپید ہو طاہر
سکھائیں دیدۂ گریاں جو شست و شو مجکو

حرف ناخواندہ ہے بلبل سے چمن کا شکوہ
یہ بھی کیا بات ہے ہیں اور وطن کا شکوہ

ہمتو ہر حال میں اے مرگ بیاباں خوش ہیں
گور کی ہے نہ شکایت نہ کفن کا شکوہ

خار بنکر دلِ شیدا میں اُولجھ رہتا ہے
لب تک آتا نہیں اُس غنچہ دہن کا شکوہ

باغباں چاکِ قفس کو بھی گِل اندود کرے
آنکھیں پھوٹیں جو کروں سیرِ چمن کا شکوہ

واقعی فکرِ سخن ہو سکی اے طاہر
ہے بجا قدر شناسانِ سخن کا شکوہ

میری فریاد حسینوں کے نہ در تک پہونچے
کچھ بھی ہمت ہو تو مرمٹ کے اثر تک پہونچے

تیری پلکوں نے دیا ناوکِ دلدوز کا ساتھ
چٹکیاں لینے کو نشتر بھی جگر تک پہونچے

ترک سودا اے محبت کی کوئی وجہ بھی ہے
سر بسر نفع ہو مجکو جو ضرر تک پہونچے

دیکھیں کس روز پہونچتے ہیں عدم کو عاشق
رفتہ رفتہ ترے گیسو تو کمر تک پہونچے

مجھسے کہتے ہیں وہ تیغ دو زباں چمکا کر
دیکھیے شکوہ نہ لبِ زخم جگر تک پہونچے

جنکی تقدیر نے کی راہبری اے طاہر
سر کے بل وہ شہِ کونین کے در تک پہونچے

مطلع ہوں تحریر میں حالِ دلِ غمناک سے
روز ملتی ہے خبر اشکِ رواں کی ڈاک سے

مال و دولت بیچتے ہیں تیرے در کے فقیر
کیمیا ہاتھ آئی ہے نقشِ قدم کی خاک سے

اہلِ بینش کے مکاں میں شمع روشن ہو نہ ہو
دل منوّر ہو فروغِ شعلۂ ادراک سے

ایک تیری سادگی میں ہیں ہزاروں خوبیاں
خوشنما گل ہے فقط نیرنگیِ پوشاک سے

تیغ ابرو کی صفت اے یارِ جانی یاد ہے
صاحبِ جوہر ہوئیں شمشیر خانی یاد ہے

سنتے سنتے یاد وں سو جائیں سعدر کسطرح
شامِ غربت کی مجھے ایسی کہانی یاد ہے

غیر دیں محفل میں شاید میرے شکوہ کا جواب
اے صنم تجکو تو عذرِ بے زبانی یاد ہے

رعشۂ پیری نہیں غصہ میں کانپ اُٹھتا ہوں میں
بیوفائی تیری اے عہدِ جوانی یاد ہے

رو رہا ہوں طاہر اس ابر کرم کی یاد میں — دیدۂ گریاں کو دریا کی روانی یاد ہے

تمنے جو صورت دکہائی دم زینت اپنی — آئینہ بھول گیا صاف حقیقت اپنی ہے

نامۂ شوق جو لکھا ہے بت میکش کو — ملگئی ہے خط ساغر سے عبارت اپنی ہے

چشم مشتاق کو ہے کحل جواہر کی تلاش — آپ دے ڈالئے خاک در دولت اپنی

سوز پروانے جو آ آکے بڑھا کرتے ہیں — رات بھر روتی ہے شمع سر تربت اپنی ہے

شاعری ورثہ میں اللہ نے دی ہے طاہر — یہی جاگیر ہے اپنی یہی دولت اپنی

جان دیتا ہے تڑپ کر کوئی کیونکر دیکھئے — آئیے سرکار دروازہ کے باہر دیکھئے

الحذر تیری درازی ای شب تار فراق — جلوہ گر ہوتی ہے کب تک صبح محشر دیکھئے

آپ آئے رشک قامت نے قیامت کی بپا — باغ سے گمبے ہوئے سرو صنوبر دیکھئے ہے

بزم میں انکا اشارہ ہے رہے نیچی نگاہ — شوق کہتا ہے کن انکھیوں سے برابر دیکھئے ہے

حشر میں طاہر وسیلہ اپنی بخشش کا ہوا — کام آتی مدحت آل پیمبر دیکھئے

جب وہ اٹھکھیلیوں سے جانب گلزار چلے — سرو کیطرح نئے کبک کی رفتار چلے ہے

بڑھ گئی شوق شہادت میں جو بیتابی دل — چال بسمل کی تمھارے جگر افگار چلے ہے

شکر ہے ہوگئی آسان رہ ملک عدم — تیری تلوار کے سایہ میں گنہگار چلے ہے

مفت میں لٹ گئے ہم واہ ری قسمت کی بدی — تمسے چوسر بھی نہ کھیلے تھے کہ دل ہار چلے ہے

بجیوں کو بھی مری مرنیکا غم ہے طاہر — روتے ہیں دیدۂ جوہر کہ وفادار چلے

سامان بزم عیش رہے جشن جم رہے — یوں رہتے ہیں جہاں میں جسطرح ہم رہے

نام خدا جو ہاتھوں میں مہندی لگائی ہے — خون شہید ناز بھی زیب قدم رہے

او مست ناز زر کے طلبگار ہم نہیں — آزاد ہیں ادہر بھی نگاہ کرم رہے ہے

فکر رساند ادنشاں از دہان یار — طاہر بنیا فتیم بملک عدم رہے

وہ دوڑ کر نہ چلیں جسم زار باقی ہے — ابھی ادب مجھے کو دامن سے خار باقی ہے

بچھی ہیں راہ میں انکھیں ہیں کیا کروں سجدہ — کہیں بھی نقش قدم ای نگار باقی ہے

بڑھا چکے ہیں میرے سوگ میں وہ سب یوں — گلے میں اشک مسلسل کا ہار باقی ہے ہے

وہ زار ہوں کہ نہ سمجھا میں وقت جامہ دری
نہ کی کسی نے توجہ تو یاس کیا طاہر

دل لیکے ستم کرتے ہو کچھ دھیان نہیں ہے
کہتے ہیں کسے دوست کسے کہتے ہیں دشمن
ای گل ترے دیوانوں کی ہے وضع نرالی
ارباب صفا کو ہے تکلف سے غرض کیا
طاہر یہ پریشانی خاطر کا سبب ہے

عجیب شان سے وہ میری انجمن میں رہے
تم ایک پھول چڑھا دو جو میری تربت پر
وہ سر بلند رہے یا خدا زمانہ میں
دکھا دو جلوہ عارض نکل کے پردہ سے
قدم جو آئے جناب صفیر کے طاہر

ابرو کا جواب ای بت عیار کہاں ہے
دل آپ کے مانند مکدر نہیں اپنا
موہوم ہے مانند کمر عشق کمر میں
ابرو کا لیا نام تو جھنجھلا کے وہ بولے
بیفائدہ طاہر در مضمون کو نکالا

دلکو جواب دینے دو محبت اسی سے ہے
صبح شب فراق سے سرکار پوچھ لیں
طاہر مجھے عزیز فن شعر کیوں نہ ہو

احسان تری یاد کا زنہار نہ لیں گے
ایسی ہی نحوست ہے تو پھر صبح کہاں کی
میں کیسلئے خادم سخن نہ رہوں طاہر

یہ [illegible] ننگ گریباں [illegible] باقی ہے
ابھی عنا [illegible] باقی ہے

یہ عہد یہ اقرار یہ پیمان نہیں ہے
دیوانہ ہوں مجکو تو یہ پہچان نہیں ہے
ثابت ہے جو دامن تو گریبان نہیں ہے
آئینہ کے گھر کا کوئی دربان نہیں ہے
شاعر تو ہیں لیکن کوئی دیوان نہیں ہے

مقیم روح رواں جسطرح بدن میں رہے
گل مراد میرے دامن کفن میں رہے
چمن میں سرو بنی شمع انجمن میں رہے
بہار ہو جو یہ گلدستہ انجمن میں رہے
ہزار لطف سخن محفل سخن میں رہے

اس کاٹ کی اس گھاٹ کی تلوار کہاں ہے
اس آئینہ میں دیکھئے زنگار کہاں ہے
ڈھونڈو تو ہمارا بدن زار کہاں ہے
لانا تو مرا خنجر خونخوار کہاں ہے
ان موتیوں کا کوئی خریدار کہاں ہے

تمسے گلا نہیں ہے شکایت اسی سے ہے
اختر شماریوں کی صداقت اسی سے ہے
میری نمود اسی سے مری شہرت اسی سے ہے

مرجا ئینگے ہچکی گرا ئی یار نہ لیں گے
ہم شام کو بھی نام شب تار نہ لیں گے
کیا میری خبر سید ابرار نہ لیں گے

فقط